نوحہ مولا علیؑ

اِک نمازی کا مصلے پر لہو بہتا رہا
بہہ رہا تھا خوں مگر سجدہ ادا ہوتا رہا

ابنِ ملجم کے ستم سے جب قیامت تھی عیاں
جب زمیں پر خوں علیؑ کے زخمِ سر سے تھا رواں
مصطفیٰؐ کا عرش پر ٹکڑے جگر ہوتا رہا

اک سہارا تھا جو کوفے کے یتیموں کے لئے
ابنِ ملجم نے کیا ہے ہائے رے زخمی اُسے
دل یتیموں کا اِسی غم میں ہی تو روتا رہا

میں اگر کرتا ہوں رستے میں کسی کو بھی سلام
اب جواب اُس کا نہیں دیتا کوئی اے نیک نام
میرا مولا سیدہؑ سے کہہ کے یہ روتا رہا

یہ بھی دیکھا گھر کا در ظالم جلاتے ہی رہے
یہ بھی تو دیکھا کہ زہراؑ کو طمانچے بھی لگے
اور علیؑ چُپ چاپ ہی دل پر ستم سہتا رہا

سامنے میرے بھی آتی ہے جو سر کو ڈھانپ کر
کیسے بازاروں میں جائے گی یہ زینبؑ ننگے سر
سوچ کر یہ کُل کا مولاؑ دیر تک روتا رہا

دو پسر بازو تھے حیدرؑ کے مگر کیا ظلم تھا
کٹ گئے اِک کے تو شانے بر سرِ کرب و بلا
ایک کی گردن پہ خنجر شمر کا چلتا رہا

جب دیا نہ ٹوٹنے اُم البنینؑ کی آس کو
شاہِ کربلؑ کے حوالے جب کیا عباسؑ کو
اُس گھڑی زہراؑ کے گھر شورِ فغاں اٹھتا رہا

باپ کے تابوت کو حسنینؑ جب لے کر چلے
زینبؑ و کلثومؑ جب لپٹیں پدر کی لاش سے
شورِ گریہ شورِ ماتم اور بھی بڑھتا رہا

تھی بُکا زینبؑ کی خوش ہوتے ہیں سب ہی عید پر
میرے بابا مجھ کو ماں جب سے گئی ہیں چھوڑ کر
میرے گھر ہر عید پر ماتم بپا ہوتا رہا

سب ہی روئے سب ہی تڑپے یاد جب آئے علیؑ
یاد کر کے مرتضیٰؑ کا زخمِ سر اظہارؔ بھی
ہائے حیدرؑ ہائے حیدرؑ ہی صدا کہتا رہا